﴾انتیسواں پارہ﴿

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

سورۃ الملک

سورۂ ملک مکی ہے،اس میں ۳۰ آیات اور ۲ رکوع ہیں،اس سورت کی فضیلت میں کئی احادیث وارد ہیں جن میں سے ایک حدیث وہ ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ابن ماجہ، نسائی، ابوداؤد اور ترمذی میں منقول ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''قرآن کریم میں تیس آیات ہیں جو اپنے پڑھنے والے کے لیے سفارش کرتی ہیں۔ چنانچہ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔'' اسے ''مانعہ اور منجیہ'' بھی کہا گیا ہے یعنی عذاب قبر سے بچانے والی، اسی لیے اکثر مشائخ کا معمول رہا ہے کہ وہ اسے نمازِ عشاء کے بعد بڑے اہتمام سے پڑھتے ہیں۔

سورۂ ملک میں بنیادی طور پر تین مضامین بیان ہوئے ہیں:

(۱) ارض و سما پر حقیقی بادشاہت صرف اللہ کی ہے،اسی کے ہاتھ میں موت و حیات،عزت و ذلت،فقر و غنیٰ اور منع و عطا کا نظام ہے، وہ علیم و خبیر ہے، ذرے ذرے کا اسے علم ہے، زمین میں چلنے پھرنے کے لیے اسی نے راستے بنائے ہیں، فضاؤں میں اڑتے ہوئے پرندوں کو وہی روکے ہوئے ہے، ہر کسی کو روزی وہی دیتا ہے،اس سورت کی مختلف آیات (۱-۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۹-۲۱) میں یہی مضمون بیان ہوا ہے۔

(۲) رب العلمین کے وجود اور وحدانیت پر تکوینی دلائل ہیں۔ آسمان کی چھت، اس میں ستاروں کی قندیلیں، زمین کا فرش اور پانی کے بہتے ہوئے چشمے ایک حکیم و خبیر ذات کے وجود کی

خبر دے رہے ہیں۔(۳-۵)

(۳) قیامت کو جھٹلانے والوں کا انجام یعنی وہ دوزخ جو جوش مار رہی ہوگی، یوں لگے گا کہ غصے کے مارے پھٹ ہی جائے گی (۷-۵) جب اس عذاب کو قریب سے دیکھیں گے تو ان کے چہرے بگڑ جائیں گے اور ان سے کہہ دیا جائے گا کہ ''یہی ہے جسے تم طلب کیا کرتے تھے''۔(۲۷)

﴿سورۃ القلم﴾

سورۂ قلم مکی ہے، اس میں ۵۲ آیات اور ۲ رکوع ہیں، چونکہ اس سورہ کی ابتداء میں اللہ نے قلم کی قسم کھائی ہے اس لئے اسے ''سورۂ قلم'' کہا جاتا ہے، یہ قلم کی عظمت اور اس کے عظیم نعمت ہونے کو ظاہر کرتی ہے، حدیث میں بھی قلم کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ''سب سے پہلی چیز جو اللہ نے پیدا فرمائی وہ قلم تھا۔ اسے پیدا کرنے کے بعد فرمایا ''لکھو! اس نے پوچھا، کیا لکھوں؟ فرمایا: تقدیر لکھو' چنانچہ اس دن سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا وہ قلم نے لکھ دیا، پھر اللہ نے نون یعنی دوات کو پیدا فرمایا۔'' یہ قلم وہی ہے جس نے اسلاف کے علوم ہماری طرف منتقل کیے ہیں اور پوری دنیا میں معلومات کی اشاعت کا ذریعہ بنتا ہے، قرآن نے قلم اور تعلیم وتعلم کی اہمیت اس ماحول میں بیان کی جو ماحول قلم اور کتاب سے بیگانگی اور دوری کا ماحول تھا لیکن چونکہ قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب ہے اور اسے نازل کرنے والا جانتا تھا کہ آنے والا دور قلم، علم، معلومات اور تحقیقات کا ہے۔ اس لیے اس نے مسلمانوں کو قلم کی اہمیت کی طرف متوجہ کیا، دیکھا جائے تو کمپیوٹر اور انٹرنیٹ وغیرہ قلم ہی کی ترقی یافتہ صورتیں ہیں۔ سورۂ قلم میں تین مضامین کو بنیادی حیثیت حاصل ہے:

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر ومنزلت اور آپ کے اخلاق ومناقب کا بیان ہے، سب سے پہلے تو قسم کھا کر فرمایا کہ آپ اپنے رب کے فضل سے دیوانہ نہیں ہیں، جیسا کہ آپ

کے مخالفین کہتے ہیں ۔''اور آپ کے لئے بے انتہا اجر ہے اور آپ کے اخلاق عظیم ہیں ۔''
(۳-۴) مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ کا خلق قرآن ہے۔قرآن میں جو کچھ قال تھا وہ آپ کی زندگی میں حال تھا، آپ کی حیاۃ طیبہ قرآن کریم کی عملی تفسیر تھی اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ آپ کو مکارمِ اخلاق کی تکمیل ہی کے لئے بھیجا گیا تھا۔آپ کے اخلاق ومناقب بیان کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے مخالفین کی اخلاقی پستی، کمینگی اور کج فکری بھی بیان کی گئی ہے، فرمایا کہ آپ ''کسی ایسے شخص کا کہانہ ماننا جو زیادہ قسمیں کھانے والا، بے وقار، کمینہ، عیب گو، چغل خور، بھلائی سے روکنے والا، حد سے بڑھ جانے والا، گناہ گار، گردن کش پھر ساتھ ہی بے نسب بھی ہو۔اس کی سرکشی صرف اس لئے ہے کہ وہ مال والا اور بیٹوں والا ہے۔'' (۱۰-۱۴) مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیات سردارانِ قریش میں سے ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔

(۲) دوسرا مضمون جسے اس سورت میں خصوصی اہمیت حاصل ہے وہ ''اصحاب الجنة'' (باغ والوں) کا قصہ ہے۔یہ قصہ عربوں میں مشہور تھا، یہ باغ یمن کے قریب ہی تھا، اس کا مالک اس کی پیداوار میں سے غرباء پر خرچ کیا کرتا تھا لیکن اس کے مرنے کے بعد جب اس کی اولاد اس باغ کی وارث بنی تو انہوں نے اپنے اخراجات اور مجبوریوں کا بہانہ بنا کر مساکین کو محروم رکھنے اور ساری پیداوار سمیٹ کر گھر لے جانے کی منصوبہ بندی کی اللہ نے اس باغ ہی کو تباہ کر دیا۔(۱۷-۳۳) اس قصہ میں ان لوگوں کے لیے عبرت کا سامان ہے جو اپنی ثروت اور غناء سے اکیلے ہی مستفید ہونا چاہتے ہیں اور ان کا بخل یہ برداشت نہیں کرتا کہ ان کے مال ومتاع سے کسی اور کو بھی فائدہ پہنچے۔کفار کے لئے عبرت آموز مثال بیان کرنے کے بعد یہ سورت متقین کا انجام بھی بتاتی ہے اور سوال کرتی ہے کہ محسن اور مجرم، فرمانبردار اور نافرمان، باغی

اور وفادار دونوں برابر کیسے ہوسکتے ہیں؟ (۳۴-۴۱)

(۳) تیسرا اہم مضمون جو سورۂ قلم بیان کرتی ہے وہ آخرت کے بارے میں ہے، فرمایا گیا کہ: ''جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور سجدے کے لئے بلائے جائیں گے تو سجدہ نہ کرسکیں گے۔'' (۴۲) دنیا میں انہیں سجدہ کرنے کا اختیار دیا گیا تھا مگر یہ سجدہ نہیں کرتے تھے آخرت میں وہ سجدہ کرنا چاہیں گے مگر ان سے طاقت اور اختیار سلب کرلیا جائے گا۔ ''کشف ساق'' یعنی پنڈلی کھولے جانے سے علماء نے قیامت کے شدائد اور ہولناکیاں مراد لی ہیں۔ ویسے یہ ان متشابہات میں سے ہے جن کی اصل حقیقت اور یقینی مراد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی معلوم نہیں۔ آخر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی ایذاؤں پر صبر کی تلقین کی گئی ہے۔

سورۃ الحاقہ

سورۂ حاقہ مکی ہے، اس میں ۵۲ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔ قیامت کے مختلف ناموں میں سے ایک ''حاقہ'' بھی ہے۔ حاقہ کا معنیٰ ہے ثابت ہونے والی، چونکہ قیامت کے دن اللہ کے وعدے اور وعیدیں ثابت ہوں گی، اس لئے اسے حاقہ کہا جاتا ہے۔ اس سورت کا اصل موضوع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا بیان ہے۔ سورت کی ابتدا میں قیامت کی ہولناکیوں اور قومِ ثمود، قومِ عاد، قومِ لوط جیسی قوموں کے انجامِ بد کا بیان ہے۔ (۱-۱۲) اس کے بعد یہ سورت ان واقعات کا تذکرہ کرتی ہے جو قیامت سے پہلے رونما ہوں گے یعنی صور پھونکا جائے گا، زمین اور پہاڑ ریزہ ریزہ کردیئے جائیں گے، آسمان پھٹ جائے گا، فرشتے نازل ہوں گے اور انسانوں کا احاطہ کیے ہوئے ہوں گے۔ (۱۳-۱۷) پھر جب قیامت قائم ہوجائے گی تو انسانوں کو اللہ کے سامنے پیش کیا جائے گا، ان میں سے جو نیک ہوں گے ان کا اعمال نامہ ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا جسے وہ خوشی کے مارے دوسروں کو دکھائیں گے اور جو گنہگار ہوں گے ان کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ بڑی حسرت سے کہیں گے: ''کاش کہ مجھے

میری کتاب دی ہی نہ جاتی اور میں جانتا ہی نہیں کہ حساب کیا ہے، کاش! موت میرا کام ہی تمام کردیتی، میرے مال نے بھی مجھے کچھ فائدہ نہ دیا، میرا غلبہ بھی مجھ سے جاتا رہا‘‘۔(۲۵-۲۹) پھرانہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔اللہ تعالیٰ نے اشقیاء(بدبختوں) کی دو بڑی علامتیں بیان کی ہیں ۔پہلی یہ کہ وہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اوردوسری یہ کہ وہ مسکین کوکھلانے کی ترغیب نہیں دیتے۔(۳۴-۳۲) سعداء (نیک بختوں) اوراشقیاء کاانجام بتانے کے بعد رب العزت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اورقرآن کی صداقت پر قسم کھاتے ہیں ۔فرمایا:’’پس مجھے قسم ہے ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہواوران چیزوں کی جنہیں تم نہیں دیکھتے،بیشک یہ قرآن بزرگ رسول کالایا ہوا ہے،یہ کسی شاعرکاقول نہیں لیکن تم بہت کم یقین رکھتے ہو،نہ کسی کاہن کاقول ہے لیکن تم بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو،یہ تو رب العالمین کااتارا ہوا ہے‘‘۔(۴۳-۳۸)

سورۃ المعارج

سورۂ معارج مکی ہے،اس میں ۴۴ آیات اور۲ رکوع ہیں ۔اس سورت کی ابتداء میں بتایا گیا کہ کفارِمکہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم اورآپ کی دعوت کامذاق اڑاتے ہیں اورآپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جوعذاب آنے والا ہے وہ جلدی لے آئیں تاکہ آخرت سے پہلے ہم دنیاہی میں اس سے نمٹ لیں ۔(۳-۱)اس کے بعد یہ سورت قیامت کی منظرکشی کرتی ہےاوروہاں مجرموں کا جوحال ہوگا اسے بیان کرتی ہےاور بتاتی ہے کہ اس دن آسمان تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوجائے گااور پہاڑرنگین روئی کی طرح ہوجائیں گےاورکوئی دوست کسی دوست کواورکوئی رشتہ دارکسی رشتہ دارکونہیں پوچھے گا بلکہ سب ایک دوسرے سے جان چھڑا کر بھاگیں گے۔(۱۴-۸) یہ سورت انسان کی فطرت اورطبعیت بتاتی ہے کہ یہ بڑاحریص اورجزع فزع کرنے والا ہے،تکلیف پہنچے توچیختا چلاتا ہےاورنعمت حاصل ہوتو اکڑنے لگتا ہے، مال ہاتھ آجائے تو بخل کرنے لگتا ہے البتہ حقیقی مصلین (نمازی)اس سے مستثنیٰ ہیں،مصلین کی اللہ نے آٹھ صفات بیان کی ہیں:

(۱) وہ نماز کی پابندی کرتے ہیں۔(۲) ان کے مال میں سوال کرنے والوں اور سوال سے بچنے والوں سب کا حق ہوتا ہے، گویا کہ وہ نماز کے ذریعے حق اللہ اور زکوٰۃ کے ذریعے حق العباد ادا کرتے ہیں۔(۳) وہ حساب وجزا کے دن کی تصدیق کرتے ہیں، ایسی تصدیق جس میں شک کی کوئی ملاوٹ نہیں ہوتی۔(۴) وہ عبادت وطاعت کے باوجود اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔(۵) وہ زنا اور جنسی غلاظت سے اپنے دامن کو بچا کر رکھتے ہیں صرف حلال پر اکتفا کرتے ہیں اور حرام کی طرف نظر نہیں اٹھاتے۔(۶) وہ امانتیں ادا کرتے ہیں اور عہد پورا کرتے ہیں، نہ عہد میں خیانت کرتے ہیں اور نہ وعدہ خلافی کرتے ہیں۔(۷) وہ حق وعدل کے ساتھ گواہی ادا کرتے ہیں۔(۸) آٹھویں صفت یہ کہ وہ نماز کو اپنے اوقات میں ادا کرتے ہیں اور اس کے آداب وواجبات کا التزام کرتے ہیں۔(۲۲-۳۴) جن لوگوں کے اندر یہ صفات پائی جاتی ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''یہی لوگ جنتوں میں عزت والے ہوں گے۔''(۳۵) سورت کے اختتام پر اللہ اس بات پر قسم اٹھاتے ہیں کہ ''بعث ونشور حق ہے اس میں کوئی شک نہیں اور اللہ اس بات پر قادر ہے کہ ان کو ہلاک کردے اور ان سے بہتر اور اللہ کی زیادہ عبادت کرنے والوں کو پیدا فرمادے۔'' (۴۰-۴۱) اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کا عملی ظہور ہر دور میں ہوتا رہا ہے، جب کسی قوم نے دین کے بارے میں تساہل اور تغافل کا رویہ اختیار کیا، اللہ نے ان سے بہتر اور دین کی قدر کرنے والے لوگ پیدا فرمادیے، آج بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ مختلف قوموں، ملکوں اور مذاہب کے جو لوگ اسلام قبول کررہے ہیں، یہ نومسلم ہم موروثی مسلمانوں سے بہتر مسلمان ثابت ہوتے ہیں۔ہم میں سے ہر ایک کو یہ بات ہر وقت اپنے ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کے محتاج ہیں، اللہ تعالیٰ کا دین ہمارا محتاج نہیں۔

سورۂ نوح

سورۂ نوح مکی ہے، اس میں ۲۸ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔اس سورت میں صرف حضرت نوح

علیہ السلام کا قصہ بیان کیا گیا ہے، انہیں شیخ الانبیاء بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی عمر تمام انبیاء سے زیادہ طویل تھی اور حضرت آدم علیہ السلام کے بعد دنیا والوں کی طرف وہ سب سے پہلے رسول تھے، انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت اور اپنی اطاعت کی دعوت دی اور اس دعوت کے سلسلے میں مبالغہ کی حد تک کوشش کی، رات کو بھی دعوت دی اور دن کو بھی، خفیہ خفیہ بھی سمجھایا اور علانیہ بھی لیکن وہ جتنی زیادہ دعوت دیتے قوم اتنی ہی ان سے دور بھاگتی۔(۶-۱) حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو استغفار کی تلقین کی اور فرمایا کہ اگر تم استغفار کرو گے اور گناہوں سے باز آجاؤ گے تو اللہ تم پر موسلا دھار بارش برسائے گا، تمہیں مال اور اولاد عطا کرے گا، تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کردے گا پھر انہیں اللہ کی نعمتیں یاد دلائیں کہ اسی نے سات آسمان پیدا کیے ہیں، چاند کو جگمگاتا بنایا ہے اور سورج کو روشن چراغ بنایا ہے لیکن اس فہمائش اور تذکیر و دعوت کا قوم پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ اپنے بتوں وَد، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو چھوڑنے کے لئے آمادہ نہ ہوئے تو آپ نے ان کے لیے اللہ سے ہلاکت کی دعا کی جس میں عرض کیا کہ اے میرے رب! تو زمین پر کسی کافر کو بھی نہ چھوڑنا، آپ کی دعا قبول ہوئی اور ان کفار و فجار کو طوفان میں ہلاک کردیا گیا۔

سورۃ الجن

سورۂ جن مکی ہے، اس میں ۲۸ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔ اس سورت میں جنات کے حوالے سے گفتگو ہے جو کہ انسانوں کی طرح شرعی احکام کے مکلّف ہیں، ان میں مؤمن بھی ہیں اور کافر بھی، نیک بھی ہیں اور بد بھی۔ اس سورت کی ابتدا میں بتایا گیا کہ جنات کی ایک جماعت نے قرآن مجید سنا اور وہ اس سے بڑے متأثر ہوئے، یہ اس وقت کی بات ہے جب جنات نے نظامِ کائنات میں کچھ تبدیلیاں محسوس کیں، وہ آسمان کی طرف جانے کی کوشش کرتے تو شہابِ ثاقب ان کا تعاقب کرتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کے ساتھ سوق عکاظ کی طرف

تشریف لے گئے، آپ نخلہ کے مقام پر نمازِ فجر اداء فرما رہے تھے کہ جنات کی ایک جماعت یہاں آ پہنچی، جب انہوں نے قرآن سنا تو انہوں نے تبدیلیوں کا راز جان لیا اوران کے دل دہل گئے اورانہوں نے قرآن کی صداقت کے آگے سر جھکا دیا،(۱-۲) نہ صرف یہ کہ خود ایمان قبول کیا بلکہ واپس جا کر اپنی قوم کو بھی ایمان کی دعوت دی اور قوم کے سامنے رب کی شان اور عظمت بیان کی اوران لوگوں کو احمق قرار دیا جو اللہ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہیں اوراس بات کا اقرار کیا کہ ہم سب ایک عقیدے پر نہیں ہیں،کوئی مؤمن ہے کوئی کافر،کوئی مطیع ہے اورکوئی عاصی، کوئی عقلمند ہے اورکوئی بے وقوف،کوئی جہنم میں جائے گا اورکوئی جنت میں۔(۱۴-۱۷) جنات کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ سورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا ذکر کرتی ہے کہ آپ نے اللہ کے حکم کے مطابق انسانوں کو ایمان اور توحید کی دعوت دی اوراپنے بارے میں فرمایا کہ میں صرف اللہ کو پکارتا ہوں اوراس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا،میرے ہاتھ میں نفع ہے نہ نقصان، میرا کام تو صرف اللہ کے پیغام کو تم تک پہنچا دینا ہے اوراللہ جانتا ہے کہ میں نے اس کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچا دیا۔(۲۰-۲۳)

سورۃ المزمل

سورۂ مزمل مکی ہے،اس میں ۲۰ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔اس سورت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا بیان ہے،آپ کا تبتّل (خالص اللہ کی طرف متوجہ ہوجانا) آپ کی عبادت، اطاعت، آپ کا قیام وتلاوت، آپ کا جہاد ومجاہدہ،خود اس سورت کا نام اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس سورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا بیان ہے۔مزمل کا معنیٰ ہے ''کپڑے میں لپٹنے والا''۔جب ان آیات کا نزول ہوا تو آپ چادر اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے،اللہ نے محبت اور پیار کے انداز میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:''اے کپڑے میں لپٹنے والے'' آپ دن کو دین کی دعوت دیتے تھے،رات کو نماز میں طویل قیام فرماتے تھے اوراس

میں قرآن کی تلاوت فرماتے تھے، بعض اوقات پوری رات کھڑے رہتے جس سے قدم مبارک میں ورم آجاتا۔ اللہ نے آپ کو اختیار دیا کہ آپ چاہیں تو آدھی رات قیام کریں یا آدھی سے کم یا کچھ زیادہ۔ (۱-۴) راتوں کا یہ قیام روحانی تربیت میں بڑا موئژ ثابت ہوتا ہے، اس لئے قیامِ لیل کا حکم دینے کے بعد فرمایا گیا: "یقیناً ہم تجھ پر عنقریب بہت بھاری بات نازل کریں گے۔" (۵) بھاری بات سے مراد قرآن عظیم ہے، جس کی ایک خاص ہیبت اور جلال ہے، اس کا تحمل وہی کرسکتا ہے جس کا نفس علم وعرفان کے نور سے روشن ہو چکا ہو اور باطن کی روشنی میں قیامِ لیل کو خاص دخل حاصل ہے۔ اگلی آیات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان ایذاؤں پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو دین کی دعوت کے سلسلے میں مشرکین کی طرف سے آپ کو دی جاتی تھیں۔ آپ کو ستانے میں ان کے ہاتھ بھی استعمال ہوتے تھے اور زبانیں بھی استعمال ہوتی تھیں۔ (۱۰-۱۴) اس کے بعد یہ سورت آپ کے مکذبین کو ڈرانے کے لئے فرعون کا قصہ ذکر کرتی ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے کفر وسرکشی کی وجہ سے سخت وبال میں پکڑا۔ سورت کے اختتام پر اللہ نے اپنے رسول اور مؤمنین پر تخفیف کا اعلان فرمایا ہے، ایک تخفیف اس اعتبار سے ہے کہ نصف رات یا ثلث یا دوثلث کا قیام ضروری نہیں بلکہ جتنا بھی آسانی سے ممکن ہو قیامِ لیل کرلیا جائے، دوسری تخفیف اس اعتبار سے ہے کہ اب مؤمنین پر تہجد فرض نہیں رہی، اس کے حکم کو استحباب میں تبدیل کردیا گیا ہے۔ (۲۰)

سورۃ المدثر

سورۂ مدثر مکی ہے، اس میں ۵۶ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔ اس سورت کی ابتدا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف دعوت، کفار کو ڈرانے اور ان کی تکلیفوں پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (۱-۷) اس کے بعد یہ سورت مجرموں اور مخالفوں کو اس دن کے عذاب سے ڈراتی ہے جو ان کے لئے بڑا سخت ثابت ہوگا۔ (۱-۸) اگلی آیات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس

بدترین دشمن کا تذکرہ ہے جسے ولید بن مغیرہ کہا جاتا ہے۔ یہ شخص قرآن سنتا تھا اور پہچانتا بھی تھا کہ یہ اللہ کا کلام لیکن بڑا آدمی ہونے کے گھمنڈ میں کفر و انکار کرتا تھا اور قرآن کو معاذ اللہ سحر اور جادو قرار دیتا تھا۔(۱۱-۲۶) پھر یہ سورت اس جہنم کا اور اس کے داروغوں کا ذکر کرتی ہے جن کا سامنا کفار و فجار کو کرنا پڑے گا اور ان کے دلوں میں ان کے لئے کوئی نرمی نہیں ہوگی۔(۲۷-۳۱) مزید تاکید اور ڈراوے کے لئے اللہ نے چاند، رات اور صبح کی قسم کھا کر فرمایا کہ جہنم بڑی مصیبتوں میں سے ایک بہت بڑی مصیبت ہے۔(۳۲-۳۷) یہ سورت ہر شخص کی مسئولیت اور ذمہ داری کو واضح کرتی ہے کہ ہر شخص سے اس کے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا اور سب اپنے گناہوں کے اسیر ہوں گے سوائے ان کے کہ جن کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ اسیر نہیں ہوں گے، وہ قیامت کے دن مجرموں سے سوال کریں گے کہ تمہیں کس چیز نے دوزخ میں ڈالا تو وہ جواب میں چار اسباب بیان کریں گے: پہلا یہ کہ ہم نمازی نہیں تھے، دوسرا یہ کہ ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے، تیسرا یہ کہ کج بحثی اور گمراہی کی حمایت میں خوب حصہ لیتے تھے اور چوتھا یہ کہ ہم قیامت کا انکار کرتے تھے۔(۳۸-۴۸) سورت کے اختتام پر بتلایا گیا کہ یہ قرآن ایک نصیحت ہے جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرسکتا ہے لیکن اس کے لئے اللہ کی مشیّت بھی ضروری ہے۔(۵۴-۵۶)

سورۃ القیامۃ

سورۂ قیامہ مکی ہے، اس میں چالیس آیات اور ۲ رکوع ہیں۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس سورت کا موضوع بعث، یعنی مرنے کے بعد کی زندگی ہے جو کہ ایمان کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے، یہ سورت قیامت کے مصائب، شدائد اور عذابوں کا ذکر کرتی ہے اور موت کے وقت انسان کی جو حالت ہوتی ہے اس کا نقشہ کھینچتی ہے۔اس سورت کی ابتدا میں اللہ نے حشر نشر کے قیام پر یوم القیامۃ اور نفسِ لوامہ کی قسم کھائی ہے (نفسِ لوامہ وہ ہے جو انسان کو گناہوں پر

ملامت کرتا ہے اور نیکی پر آمادہ کرتا ہے) آخرت میں تو ہر شخص کا نفس اسے ملامت کرے گا ہی دنیا میں بھی جن لوگوں کو ضمیر بیدار ہوتا ہے وہ انہیں ملامت کرتا رہتا ہے۔ایک قابلِ ذکر نکتہ یہ ہے کہ یہاں پر اللہ نے خاص طور پر یہ ذکر کیا ہے کہ ہم انسان کی پور پور تک درست کرنے کی قدرت رکھتے ہیں، ہر انسان کی انگلی کی پور قدرت کی تخلیق کا شاہکار ہے کہ اس چھوٹی سی جگہ میں جو خطوط اور لکیریں ہیں وہ دوسرے انسان کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتیں۔اسی وجہ سے پوری دنیا میں کسی انسان کی شخصیت کو پہچاننے کے لئے انگلیوں کی لکیروں پر اعتماد کیا جاتا ہے اور اللہ فرماتے ہیں کہ ہم ان پوروں کو اس ہیئت اور شکل پر بنا دیں گے جس شکل و ہیئت پر یہ تھیں اور اس نکتے کی وضاحت کے لیے اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم پیدا کردیں گے بلکہ یہ فرمایا کہ ہم درست کردیں گے۔(نہ معلوم اس طرح کی کتنی علمی حقیقتیں ہیں جو پورے قرآن میں بکھری ہوئی ہیں اور جن میں سے ہر حقیقت ثابت کرتی ہے کہ یہ نبی امّی کا خود تراشیدہ کلام نہیں بلکہ رب العالمین کا کلام ہے مگر بہت سارے انسان ان حقیقتوں کا اعتراف کرنے کے باوجود اس کی صداقت اور حقانیت پر ایمان نہیں رکھتے)اس کے بعد یہ سورت قیامت کی بعض ہولناکیوں اور علامتوں کا تذکرہ کرتی ہے: ’’پس جس وقت نگاہ پتھرا جائے گی اور چاند بے نور ہو جائے گا،سورج اور چاند جمع کردیئے جائیں گے،اس دن انسان کہے گا آج بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟‘‘(۱۰)اگلی آیات میں یہ سورت بتلاتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حفظِ قرآن کا بڑا اہتمام فرماتے تھے اور جبریل کی تلاوت کے وقت اس بات کی شدید کوشش کرتے تھے کہ آپ سے کوئی چیز فوت نہ ہو جائے،اس لیے آپ حضرت جبریل کی اتباع میں جلدی جلدی پڑھنے اور یاد کرنے کی سعی فرماتے تھے۔اللہ نے فرمایا کہ آپ اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالیں،میرا یہ وعدہ ہے کہ قرآن میں سے کوئی چیز ضائع نہیں ہوگی اسے جمع کرنے،محفوظ کرنے،باقی رکھنے اور بیان کرنے کا میں خود ذمہ دار ہوں۔(۱۶-۱۹) یہ سورت بتلاتی ہے کہ آخرت میں انسان دو فریقوں میں تقسیم

ہوجائیں گے۔ ایک طرف سعداء ہوں گے اور دوسری طرف اشقیاء، سعداء کے چہرے روشن ہوں گے اور وہ رب تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہوں گے، اشقیاء کے چہرے سیاہ اور بدرونق ہوں گے اور وہ جان لیں گے کہ آج ہمیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (۲۵-۲۰) یہ سورت موت کے وقت انسان کا جو حال ہوتا ہے اور کافر کو جس تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسے بھی بیان کرتی ہے۔ (۳۰-۲۶) سورت کے اختتام پر بتلایا گیا کہ انسان کو ہم نے بیکار پیدا نہیں کیا، ایسا نہیں ہوسکتا کہ نہ اس کا حساب ہو، نہ اسے جزا سزا دی جائے۔ اس طرح آخر میں حشر ومعاد کی ایک حسّی دلیل بیان کی گئی ہے، وہ یہ کہ جس اللہ نے انسان کو پہلی بار پیدا کیا وہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے تو ابتداء اور اعادہ دونوں برابر ہیں مگر یہاں انسانی سوچ کے مطابق بات کی گئی ہے کیونکہ انسان کی سوچ اور تجربہ یہ ہے کہ اعادہ، ابتداء کے مقابلے میں بہت آسان ہے۔

سورۃ الانسان

سورۂ انسان مدنی ہے، اس میں ۳۱ آیات اور ۲ رکوع ہیں، مدنی ہونے کے باوجود اس سورت کے مضامین مکی سورتوں جیسے ہیں، اس میں جنت اور جنت کی نعمتوں، جہنم اور جہنم کے عذابوں کا بیان ہے۔ صحیح مسلم کی روایت سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز فجر میں اس سورت کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ اس سورت کی ابتدا میں اللہ کی قدرتِ عظیمہ کا بیان ہے کہ اس نے کیسے انسان کو مختلف ادوار میں پیدا فرمایا اور اس کو سمع وبصر اور عقل وفہم سے نوازا تاکہ وہ طاعت وعبادت کی ان تمام ذمہ داریوں کو ادا کرسکے جن کا اسے مکلّف بنایا گیا ہے اور زمین کو ایک اللہ کی بندگی سے آباد کرسکے لیکن پھر انسان دوگروہوں میں تقسیم ہوگئے بعض شاکر ہیں اور بعض کفور (ناشکرے) ہیں۔ کافروں کے لیے اللہ نے آخرت میں زنجیریں، طوق اور شعلوں والی آگ تیار کررکھی ہے اور شکرگزاروں کے لئے وہ جام جن میں کافور کی آمیزش

ہوگی، شکر گزاروں کی یہاں تین نشانیاں بیان کی گئی ہیں: ایک یہ کہ وہ جب کوئی نذر مان لیتے ہیں تو اسے پورا کرتے ہیں، دوسری یہ کہ وہ قیامت کے دن سے ڈرتے ہیں، تیسری یہ کہ وہ محض اللہ کی رضا کے لیے مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں، ان کے نیک اعمال اور صبر کا نتیجہ انہیں جنت کی صورت میں دیا جائے گا جہاں نہ گرمی ہوگی نہ سردی اور نہ کوئی دکھ اور غم۔ (۱-۱۳) سورت کے اختتام پر اللہ نے اپنی اس عظیم نعمت کا ذکر فرمایا جس کا کوئی بدل اور کوئی مثال نہیں۔ فرمایا: ''(اے محمد!) بیشک ہم نے آپ پر بتدریج قرآن نازل کیا ہے، پس اپنے رب کے حکم پر قائم رہیں، ان میں سے کسی گنہگار یا ناشکرے کا کہنا نہ مانئے اور اپنے رب کا نام صبح وشام ذکر کیا کریں اور رات کے وقت اس کے سامنے سجدے کریں اور بہت رات تک اس کی تسبیح کیا کریں۔'' (۲۶-۲۳) ان آیات کا مقصد یہ ہے کہ داعی پر ذکر و عبادت اور صبر لازم ہے تاکہ اللہ کے دشمنوں کے مقابلے میں اسے تقویتِ قلبی حاصل ہو، خصوصاً رات کی نماز ایمان کی مضبوطی اور روحانی ترقی کا اہم وسیلہ ہے۔ اس سورت کی آخری آیات میں مشرکین کو سخت تنبیہ کی گئی ہے کہ ہم اگر چاہیں تو ان کو ختم کر کے ان کے عوض ان جیسے اور بھی پیدا کر سکتے ہیں۔

سورۃ المرسلات

سورۂ مرسلات مکی ہے، اس میں ۵۰ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔ اس سورت کی ابتدا میں پانچ قسمیں کھا کر فرمایا ہے کہ ''جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ یقیناً ہونے والی ہے۔'' یعنی قیامت اور حساب و جزا کا معاملہ ہو کر رہے گا اس میں تخلف نہیں ہوسکتا، اس کے بعد یہ سورت ان نشانیوں کو بیان کرتی ہے جو قیامت کے قریب واقع ہوں گی یعنی ستارے بے نور کر دیئے جائیں گے، آسمان توڑ پھوڑ دیا جائے گا، پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے کر کے اڑا دیئے جائیں گے اور رسولوں کو مقررہ وقت پر لایا جائے گا۔ (۱۱-۸) قیامت کے دن کو اللہ نے ''یوم الفصل'' کہا کیونکہ اس دن مخلوق کے درمیان عدل وانصاف پر مبنی فیصلہ کیا جائے گا، قیامت کو یوم الفصل قرار دینے کے

بعد اسے جھٹلانے کے بارے میں اللہ فرماتے ہیں:"ویل یومئذ للمکذبین." (اس دن جھٹلانے والوں کی تباہی ہے) یہ آیت اور یہ الفاظ اس سورت میں دس بار آئے ہیں، اس تکرار کا مقصد تخویف اور ترہیب ہے۔علاوہ ازیں یہ سورت مجرمین سابقین کا ذکر کرتی ہے جنھیں اللہ نے تباہ وبرباد کردیا اور مخاطبین سے سوال کرتی ہے کہ کیا ہم نے تم کو حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟ پھر مختلف مراحل سے گزار کر خوبصورت انسان بنادیا، بعث بعد الموت کے بعض حسّی دلائل بھی یہاں مذکور ہیں جن سے ثابت کیا گیا ہے کہ وہ اللہ جو زمین کو مردوں اور زندوں کو سمیٹنے والی بنا سکتا ہے اور میٹھے پانی سے سیراب کرسکتا ہے وہ دوبارہ زندہ بھی کرسکتا ہے۔اگلی آیات میں مکذبین اور متقین کے الگ الگ انجام کا بیان ہے۔مکذبین کو بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف لے جایا جائے گا اور متقین کو ٹھنڈے سائے اور بہتے چشموں کے پاس جگہ دی جائے گی۔آخری آیات میں دوبارہ مجرموں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ کھا پی لو! اور تھوڑے سے مزے اڑالو! بالآخر تمہارے لیے ہلاکت اور تباہی کے سوا کچھ نہیں۔

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]